OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

سیلاب اور اسلامی تعلیمات: پاکستان میں سیلاب سے نمٹنے کی حکمت عملی کا تحقیقی جائزہ

Floods and Islamic Teachings: An Exploratory Review of Flood Control Strategies in Pakistan

Dr. Muhammad Saleem
Associate Professor, Emerson University Multan
Mr. Allah Ditta
HoD Islamic Studies Department Federal Govt. Degree College (W) Multan
Syed Muhammad Najam-ul-Qosain
M.Phil. Scholar Islamic Studies Department BZU Multan

Abstract

This investigation intends to discuss the disadvantages and miseries of floods especially in Pakistan and the strategies about protection according to modern and Islamic teachings in this regard. Water is a great blessing of Allah Almighty, but the strange thing is that if water becomes less, human life becomes difficult and if there is too much water, human life is also seriously threatened. In this context, it is very important to have a balance so that human life is not exposed to dangers. In this chapter, the issues and problems related to floods will be discussed in the Islamic context and the teachings of Shariah will be clarified in the context of flood prevention. Pakistan is an agricultural country which has the best and longest canal system in the world, due to which a network of canals is widely spread across the country and if a flood situation occurs in the country, a large area of the country will be affected especially most areas of southern Punjab and Sindh, so it is very important that every possible effort is made to save them from the destruction of floods and no delay should be taken. In this regard, people should be protected with the help of modern technology and equipment, best strategies and

CC BY

procedures and a team of active and sincere people who have received the best training in flood prevention. This article mentions the same things.

Keywords: Floods, Pakistan, Islamic Teachings, Dams, Zoning, Ravages

تمہید

پانی اللہ رب العزت کی بہت بڑی نعمت ہے لیکن عجیب امر یہ ہے کہ اگر پانی کم ہو جائے تو انسانی زندگی مشکل میں پڑ جاتی ہے اور اگر پانی کی افراط و بہتات ہو جائے تو بھی انسانی زندگی کو شدید خطرات لاحق ہو جاتے ہیں۔ اس ضمن میں توازن کا ہونا نہایت ضروری امر ہے تاکہ انسانی زندگی خطرات سے دوچار نہ ہو۔ پاکستان ایک زرعی ملک ہے جس میں دنیا کا بہترین اور طویل نہری نظام پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے ملک پاکستان کے طول و عرض میں نہروں کا جال بچھا ہوا ہے اور اگر ملک میں سیلاب کی صورت حال پیدا ہوتی ہے تو ملک کا کثیر رقبہ سیلاب کی وجہ سے متاثر ہوتا ہے بالخصوص جنوبی پنجاب اور سندھ کے اکثر علاقے سیلاب سے شدید متاثر ہوتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچنے کے لیے ہر ممکن سعی بلیغ کی جائے اور کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا جائے۔ اس ضمن میں جدید ٹیکنالوجی و آلات، بہترین حکمت عملی و طریقہ کار اور فعال و مخلص افراد کی ٹیم جو سیلاب سے بچاؤ کی بہترین تربیت لیے ہوئے ہوں ان کی مدد سے عوام کو سلاب کی تباہ کاریوں سے محفوظ رکھا جائے۔ اس آرٹیکل میں انہی باتوں کو اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور سیلاب سے متعلقہ احکامات و مسائل کو اسلامی تناظر میں زیر بحث لایا گیا ہے۔ نیز سیلاب سے بچاؤ کے ضمن میں شریعت مطہرہ کی تعلیمات کو بھی واضح کیا گیا ہے۔

سیلابوں کا اسلامی تاریخی تناظر

آج کی جدید ریاست کے لیے جیسے پانی کی قلت سے نمٹنا ایک بہت بڑا چیلنج ہے، ویسے ہی پانی کی بہتات یعنی سیلاب سے نبرد آزما ہونا بھی کسی معرکے سے کم نہیں ہے۔ اللہ کی قدرت کہ پانی کی قلت و کثرت دونوں آزمائش کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ سیلاب کے شر سے پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: اللھم انی اعوذ بک من شر الاعمیین: "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دو اندھی چیزوں کے شر سے: ابن عمر سے پوچھا گیا: اے ابو عبد الرحمن! یہ دو اندھی چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا: سیلاب اور بھڑکا ہوا اونٹ۔[1]

مکہ چونکہ ایک وادی ہے اور اس کے ارد گرد پہاڑیاں موجود ہیں۔ نشیب میں موجود ہونے کی وجہ سے کثرت سے سیلاب آیا کرتے تھے۔ بیت اللہ ٹیلہ کی طرح اونچا تھا اور بہت زیادہ سیلاب آیا کرتے تھے۔[2] مکہ کی زمین سیلاب کی گزر گاہ ہونے کے باعث بطحا بھی کہی جاتی ہے۔ مکہ مکرمہ میں ایک مرتبہ ایسا زبردست سیلاب آیا جو تمام حجاج کو بہا لے گیا مکہ کے تمام مکانات غرق آب ہو گئے اس وجہ سے اس سال کا نام لوگوں نے عام الحجاف (بہا لے جانے والا سال) رکھا کیونکہ جہاں تک اس کی رسائی ہوئی، وہ ہر شے کو بہا لے گیا۔ یہ سیلاب اتنا خوفناک تھا کہ اس میں ایسے اونٹ بھی بہہ گئے جن پر سامان اور مرد و عورتیں بھی سوار تھیں لیکن پانی انہیں بہائے لے جا رہا تھا اور سیلاب سے بچنے کی کوئی تدبیر نہ تھی۔ پانی بڑھتے بڑھتے رکن کعبہ (وہ مقام جہاں حجر اسود رکھا ہے) تک پہنچ گیا تھا۔[3] 88ھ میں بھی اس کثرت سے بارش ہوئی کہ وادی بطحا میں سیلاب آ گیا حتی کہ مکہ والے خائف ہو گئے عرفہ، منیٰ اور مزدلفہ میں بھی اس قدر بارش ہوئی کہ مشکل سے لوگ عبور کر کے جا سکتے تھے۔[4] بہت سے

مواقعوں پر حرم مکہ سیلاب کے پانی سے بھر جاتا تھا اور لوگ اسی سیلابی پانی میں طواف کیا کرتے تھے چنانچہ مجاہد کہتے ہیں: ابن زبیر عبادت تک جا پہنچے ہیں جہاں تک کوئی نہیں پہنچ سکا چنانچہ ایک مرتبہ سیلاب آیا جو لوگوں اور بیت اللہ کے طواف میں رکاوٹ بن گیا ابن زبیر تشریف لائے اور تیر کر طواف کیا۔[5]

ایک مرتبہ زور دار بارش سے حرم کعبہ میں ایسا عظیم سیلاب آگیا کہ کعبہ کی عمارت بالکل ہی منہدم ہو گئی۔ حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کا بنایا ہوا کعبہ بہت پرانا ہو چکا تھا۔ عمالقہ، قبیلہ جُرہم اور قصی وغیرہ اپنے اپنے وقتوں میں اس کعبہ کی تعمیر و مرمت کرتے رہے تھے مگر چونکہ عمارت نشیب میں تھی اس لئے پہاڑوں سے برساتی پانی کے بہاؤ کا زور دار دھارا وادی مکہ میں سے ہو کر گزرتا تھا اور اکثر حرم کعبہ میں سیلاب آجاتا تھا۔ کعبہ کی حفاظت کے لیے بالائی حصہ میں قریش نے کئی بند بھی بنائے تھے مگر وہ بند بار بار ٹوٹ جاتے تھے۔ اس لیے دوبارہ کعبہ مشرفہ کی تعمیر کی گئی جب آپ ﷺ کی عمر پینتیس برس کی تھی۔[6] حضرت عمر کے عہد میں بھی ایک زوردار سیلاب آیا۔ حبیب بن ابی الاشرس سے روایت ہے فرمایا: ام نہشل کا سیلاب حضرت عمر کے بند باندھنے سے پہلے بالائی مکہ میں ہوتا تھا، اس نے مقام ابراہیم کو بہا دیا پھر پتہ نہ چلا کہ وہ کس مقام پر تھا، جب حضرت عمر تشریف لائے تو آپ نے پوچھا: اس کی جگہ کون جانتا ہے؟ مطلب بن ابی وداعۃ نے کہا: امیر المومنین! میں جانتا ہوں، میں نے اس کا اندازہ اور پیمائش مقاط (مضبوط بٹی ہوئی رسی سے) سے کی ہے اور مجھے اس کے بارے میں اندیشہ تھا حجر اسود سے یہاں تک اور رکن سے اس تک اور کعبہ کے سامنے، آپ نے فرمایا: وہ میرے پاس لے آؤ! چنانچہ وہ لائے اور اسے اس کی جگہ پر رکھ دیا، اور حضرت عمر نے اس کے پاس بند باندھ دیا۔ سفیان فرماتے ہیں یہی بات ہم سے ہشام بن عروہ نے اپنے والد کے حوالہ سے نقل کی ہے کہ مقام ابراہیم بیت اللہ کے دامن میں تھا، اب وہ جس جگہ ہے وہی اس کی جگہ ہے اور لوگ جو کہتے ہیں: کہ وہاں اس کی جگہ تھی، تو صحیح نہیں۔[7]

یہ سیلاب آنے کا سلسلہ جاری رہا حضرت ضحاک بن مزاحم فرماتے ہیں کہ جب بیت اللہ کو منہدم کیا گیا تو ایک سیلاب نما پانی کا ریلا آیا جس نے بیت اللہ کے ایک پتھر کو الٹ دیا تو اس پر تحریر تھا: میں بیت اللہ والا خدا ہوں، میں نے اس کو اس دن بنایا جس دن میں نے پہاڑوں کو بنایا اور میں نے اس کو سات سیدھی املاک کے سامنے بنایا جو یہودی اور عیسائی نہ تھے۔[8] ابرہہ کے لشکر میں ہلاک ہونے والے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک سیلاب بھیجا۔ وہ سیلاب ان کو بہا کر سمندر میں لے گیا۔[9] محمد عبد المعبود نے اپنی کتاب تاریخ مکۃ المکرمہ میں زمانہ جاہلیت سے لے کر 1389ھ تک مکہ مکرمہ میں آنے والے چھیاسی سیلابوں کا تذکرہ کیا ہے۔[10] سیلاب کی آفتیں طوفان نوح سے جاری ہیں اور قرب قیامت تک جاری رہیں گی۔[11] مدینہ منورہ میں بھی کثرت سے سیلاب آیا کرتے تھے حتی کہ مدینہ کے قرب وجوار کے لوگوں کا شہر میں اپنی ضروریات کے لیے آنا یا مسجد نبوی میں نماز پڑھنا بھی دشوار و ناممکن ہو جاتا تھا۔[12]

سیلاب کی آفتوں کی وجہ سے سیلاب میں فوت ہونے والوں کے لیے مرتبہ شہادت کی نوید سنائی گئی ہے۔ حضرت راشد بن حبیش سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ حضرت عبادہ بن صامت کی عیادت کے لیے ان کے یہاں تشریف لائے تو فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میری امت کے شہید کون لوگ ہیں؟ لوگ خاموش رہے۔ حضرت عبادہ نے لوگوں سے کہا کہ مجھے سہارا دے کر بٹھا دو۔ لوگوں نے بٹھا دیا۔ وہ کہنے لگے یارسول اللہ! جو شخص صابر ہو اور اس پر ثواب کی نیت رکھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا اس طرح تو میری امت کے شہداء بہت تھوڑے رہ جائیں گے۔ اللہ کے راستے میں قتل ہو جانا بھی شہادت ہے طاعون میں مر جانا بھی شہادت ہے دریا میں غرق ہو جانا بھی اور پیٹ کی بیماری میں بھی مرنا شہادت ہے اور نفاس کی حالت میں مرنے والی عورت کہ اس کا بچہ اپنے ہاتھ سے کھینچ کر جنت میں لے جائے گا۔ ابو عوام نامی راوی نے اس میں بیت المقدس کے کنجی بردار، جل کر مرنے

والے اور سیلاب میں مرنے والوں کو بھی شامل کیا ہے۔[13]

قرآن وحدیث میں سیلاب اور اس کے متعلقات کا ذکر

قرآن واحادیث میں سیلاب کی ہولناکیوں اور آفتوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور اس کو عذاب الہی کی ایک صورت قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰي جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَاۗءِ ۭ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ [14]اس نے کہا کہ میں ابھی پہاڑ سے جالگوں گا وہ مجھے پانی سے بچالے گا۔ انہوں نے کہا کہ آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں اور نہ کوئی بچ سکتا ہے مگر جس پر اللہ رحم کرے، اتنے میں دونوں کے درمیان لہر حائل ہوگئی اور وہ ڈوب کر رہ گیا۔ ایک اور جگہ فرمان خداوندی ہے:وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ۭ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ [15]اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان میں ساڑھے نو سو سال رہے پھر ان کو طوفان کے عذاب نے آپکڑا اور وہ ظالم تھے۔ قرآن پاک میں ایک اور مقام پر سیلاب کا سبب بارش کو قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا[16]اس نے آسمان سے پانی اتارا تو وادیاں اپنے اپنے اندازے کے مطابق بہہ نکلیں، پھر سیلاب کی رو نے ابھرا ہوا جھاگ اٹھا لیا۔ ایک دوسرے مقام پر سیلاب سے بچاؤ کے اقدامات اختیار کرنے کا بھی ذکر موجود ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَاۗءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ [17]جب پانی طغیانی پر آیا تو ہم نے تم لوگوں کو کشتی پر سوار کر لیا۔

احادیث مبارکہ میں تیراکی سیکھنے کا حکم ہے۔ جس کا ایک فائدہ سیلاب سے بچاؤ بھی ہے: حضرت مکحول سے مروی ہے فرمایا کہ حضرت عمر نے اہل شام کی طرف لکھا کہ اپنی اولاد کو تیراکی، تیر اندازی اور گھڑ سواری سکھائیں۔[18] ایک دوسری روایت میں ہے کہ مومن کا بہترین مشغلہ تیراکی اور عورت کا بہترین مشغلہ چرخہ کاتنا ہے۔[19] ایک دوسری روایت میں ہے کہ ہر وہ چیز جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو وہ کھیل تماشا ہے ہاں یہ کہ چار کام ہوں تو جدا بات ہے مرد کا دو نشانوں کے درمیان دوڑنا، مرد کا اپنے گھوڑے کی تربیت کرنا، مرد کا اپنی بیوی سے بوس وکنار، اور اور مرد کا پیراکی سکھانا۔[20] رسول اللہ ﷺ کو بھی تیراکی پسند تھی بلکہ بعض روایات سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ خود بھی تیراکی کیا کرتے تھے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ جب آنحضرت ﷺ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے اور آپ ﷺ نے اس مکان کو دیکھا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو اس کے متعلق بتاتے ہوئے فرمایا کہ یہیں میری والدہ مجھے لے کر اتریں تھیں اور اسی گھر میں میرے والد عبد اللہ کی قبر ہے اور مجھے بنو عدی ابن نجار کے پانی میں تیرنا بہت اچھا لگتا تھا۔[21] ایک اور روایت جسے عکرمہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے ساتھی ایک چھوٹے تالاب میں تیر رہے تھے تو آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص تیر کر اپنے ساتھی کی طرف جائے چنانچہ ہر شخص اپنے اپنے ساتھی کی طرف تیر کر چلا، صرف آنحضرت ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رہ گئے چنانچہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر کی طرف تیرے یہاں تک کہ آپ نے انہیں گلے لگا لیا اور فرمایا میں اور میرا ساتھی۔[22]

اسلامی تاریخ میں سیلاب سے بچاؤ کے اقدامات

ڈیمز کی تعمیر کی بدولت جہاں آبپاشی کے لئے خشک موسم میں پانی میسر آتا ہے وہیں یہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ سیلاب کے دنوں میں پانی کو وافر مقدار میں ذخیرہ کیا جا سکتا ہے اور آبادی کو درپیش سیلاب کے خطرات سے بچایا جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں بالخصوص ایسے ڈیمز بھی بنائے جا سکتے ہیں جن کا مقصد صرف سیلاب سے بچاؤ ہو۔ ایسے ڈیمز کو سیلابی ڈیمز بھی کہا جا سکتا ہے۔ اور اسلامی تاریخ میں اس کی بہت سی مثالیں بھی موجود ہیں۔ سیلاب سے حرم مکہ کو محفوظ رکھنے کے لیے حضرت عمر

سمہ نے دو سیلابی ڈیمز بھی قائم کیے تھے جو صرف سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچانے کے کام آتے تھے۔ چنانچہ ایک سیلاب جو ام نہشل کے نام سے مشہور ہے، حضرت عمر سمہ کے عہدِ خلافت میں آیا اور مسجد حرام تک پہونچ گیا، حضرت عمر سمہ نے نیچے اوپر دو بند بندھوائے جس نے مسجد حرام کو سیلاب کی زد سے محفوظ رکھا۔[23] الازرقی نے اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ کثیر بن ابی کثیر بن المطلب بن ابی ابو وداعہ سہمی سے، وہ اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ سیلاب مسجد حرام میں بنی شیبہ کے دروازے سے داخل ہوتے تھے جبکہ حضرت عمر نے ابھی اونچا بند نہیں باندھا تھا۔ جب کوئی سیلاب آتا تو مقام کو اپنی جگہ سے ہٹا دیتا اور بعض وقت اس کو کعبہ کے قریب کر دیتا۔ یہاں تک کہ حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ میں جب ام نہشل[24] کا سیلاب آیا تو وہ بھی مقام ابراہیم کو اپنی جگہ سے بہا کر لے گیا یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کے نشیبی حصہ میں اس کو پایا گیا۔ اس کو لایا گیا اور کعبہ کے پردوں کے ساتھ اس کو باندھا گیا اور حضرت عمر کو اس بارے میں لکھا گیا آپ رمضان المبارک کے مہینہ میں گھبرائے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ مقام (کی جگہ سیلاب نے) مٹادی تھی۔ حضرت عمر نے لوگوں کو بلایا اور فرمایا میں اللہ کی قسم دیتا ہوں اس بندے کو جو ان کی جگہ کو جانتا ہو مطلب بن ابی وداعہ نے عرض کیا اے امیر المومنین اس کی جگہ میں جانتا ہوں مجھے اس کے متعلق پہلے یہی خطرہ تھا میں نے پیائش کی اس جگہ سے رکن یمانی تک اور اس کی جگہ سے باب حجر اسود تک اور اس جگہ سے زم زم تک ہیمانہ کے ساتھ پیائش کی ہے اور وہ پیائش میرے پاس گھر میں موجود ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا میرے پاس بیٹھ جاؤ میں ان کے پاس بیٹھ گیا فرمایا اور کوئی دوسرا آدمی بھیج دے جو وہ پیائش کو لے آئے جب وہ پیائش لائی گئی تو وہ پیائش اسی جگہ پوری ہوئی پھر حضرت عمر نے لوگوں سے پوچھا اور ان سے مشورہ کیا تو سب نے کہا ہاں یہی اس کی جگہ ہے۔ حضرت عمر کو جب یقین ہو گیا تو اسے نصب کرنے کا حکم دیا پہلے اس کی جگہ بیت اللہ کے قریب تھی پھر اسے تبدیل کر دیا۔ اور وہ (اس دن سے) اسی جگہ پر ہے جہاں آج کے دن تک۔[25] سیلاب سے نمٹنے کی رہنمائی حضرت عثمان غنی کے دور سے بھی ملتی ہے کہ سیلاب سے حرم مکہ کو محفوظ رکھنے کے لیے حضرت عثمان نے بہت سے اقدامات کیے تھے چنانچہ حضرت عثمان نے اپنے زمانہ خلافت میں مہزور کے سیلاب کی وجہ سے جب مدینہ ڈوبنے کے بالکل قریب تھا انہوں نے اس کے لیے بند بندھوایا۔ اسی طرح ایک دفعہ 156ھ میں بھی سیلاب کی وجہ سے مدینہ منورہ کے ڈوبنے کا سخت خطرہ لاحق ہو گیا تھا تو والی مدینہ عبد الصمد بن علی بن عبد اللہ بن العباس نے ہنگامی بنیادوں پر اقدامات کیے اور مدینہ منورہ کو سیلاب سے محفوظ رکھا۔[26] ان آثار سے معلوم ہوا کہ یہ ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی رعایا کو سیلاب اور دیگر مختلف زمینی و آسمانی آفات سے تحفظ و بچاؤ فراہم کرنے میں ہر ممکن اقدامات کرے اور حضرت عمر و حضرت عثمان کے یہ اقدامات اس کو بخوبی ظاہر کر رہے ہیں چنانچہ ایک مسلم فلاحی ریاست کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ نہ صرف ایسے سیلابی ڈیمز بنائے بلکہ جدید آلات و وسائل کی مدد سے دیگر جدید اور مفید امور بھی بجالائے تاکہ رعایا اور ملکی املاک کو سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچایا جا سکے۔

زوننگ کا طریقہ کار

سیلاب سے بچاؤ کے لیے زوننگ کا طریقہ بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس طریقہ کار میں آبادیوں کو چھوٹے چھوٹے زونز میں تقسیم کر دیا جاتا ہے اور یہ آبادیاں مناسب مقام پر آباد کی جاتی ہیں۔ اس طریقہ کار کی بدولت سیلاب کے نقصانات اور اس کی آفتوں سے کافی حد تک بچا جا سکتا ہے اور اس طریقہ کار کی مدد سے پیسوں کی بچت بھی کی جا سکتی ہے کیوں کہ سیلاب سے ہونے والی تباہ کاریوں کی نسبت اس پر آنے والی لاگت بہت کم ہے۔[27]

پاکستان میں سیلاب کی صورتحال

پاکستان میں سیلاب عام طور پر بڑے شدید ہوتے ہیں اور ان کا سبب مون سون کے موسم میں ہونے والی بارشیں ہوتی ہیں اور

ان کی شدت گرمیوں میں بڑھ جاتی ہے کیونکہ دریاؤں میں برف پگھلنے سے آنے والے پانی سے اضافہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے کبھی کبھار تباہ کن سیلاب بھی واقع ہوتا ہے۔ مون سون کے نتیجے میں ہمالیہ میں اکثر موسلا دھار بارش ہوتی ہے۔ دریاؤں میں بلندیوں سے برف پگھلنے سے موصول ہونے والے پانی میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ مون سون کے موسم میں سیلاب پاکستان کے بڑے شہروں بشمول اسلام آباد، راولپنڈی، پشاور، لاہور، کراچی، فیصل آباد، حیدر آباد وغیرہ کو شدید متاثر کرتا ہے۔ ساحلی سیلاب سندھ اور بلوچستان کے جنوبی حصے میں پائے جاتے ہیں جب کہ سمندری طوفان سے ملک کے ساحلی علاقوں مکران اور سندھ کے جنوب مشرقی حصے سیلاب کے خطرات کا شکار ہیں۔ سب سے بدترین اور تباہ کن سیلاب کا سامنا پاکستان نے 2010 میں کیا تھا جس میں ریکارڈ تباہی ہوئی تھی جب کہ سطح سمندر میں اضافے کے تخمینے نے سیلاب کے خطرے کو مزید تقویت بخشی ہے۔[28] جولائی 2007ء کے دوران، سندھ اور بلوچستان میں 6000 سے زائد دیہات سیلاب سے متاثر ہوئے تھے غیر متوقع بارشوں اور سیلاب سے 350 افراد لقمہ اجل بنے۔ زراعت کے شعبے میں 8.427 بلین ڈالر مالیت کا نقصان ہوا۔ جب کہ سال 2010ء کے سیلاب نے ملک میں زندگی کے ہر شعبے کو مفلوج کر دیا تھا۔ ملک کا ہر 5 واں فرد اس سے متاثر ہوا تھا۔ ایک تخمینہ کے مطابق 2.1 ملین ہیکٹر رقبے پر کھڑی فصل تباہ ہوگئی۔ 0.3 ملین گائے بھینسیں اور 1.2 ملین بھیڑ اور بکری ہلاک ہوگئے۔ اس سیلاب کے دوران 13،042 واٹر کورسز کو نقصان پہنچا۔[29]

پاکستان کو پچھلے 60 سالوں میں 19 بڑے سیلابوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ جس کی وجہ سے 10668 قیمتی انسانی جانیں بھی ضائع ہو چکی ہیں۔ ان سیلابوں نے 594700 مربع کلومیٹر رقبے کو متاثر کیا ہے اور 166075 گاؤں بھی اس کی ہلاکت خیزیوں کا شکار ہو چکے ہیں۔ جس کی وجہ سے ملکی معیشت کو مجموعی طور پر 300 ارب ڈالر کے نقصان کا دھچکا بھی لگ چکا ہے۔[30] سیلاب اور بارشوں کی کثرت کی بناء پر جب ڈیم کے پانی کو چھوڑنے کی ضرورت پڑ جائے، تو ایسے موقع پر بالائی اور نشیبی دونوں آبادیوں کے تحفظ کا خیال رکھا جائے، اور حتی الامکان وہ صورت اختیار کی جائے جس میں کم سے کم نقصان ہو۔ بد قسمتی سے سیلاب جیسے حساس اور نازک ترین معاملے پر بھی سیاست کی جاتی ہے جس کی وجہ سے اس کے نقصانات میں بے تحاشا اضافہ ہو جاتا ہے اور ملک کے پسماندہ علاقوں میں رہنے والے غریب اور بھولے بھالے لوگ اس سے سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ ذیل میں ایک گوشوارے کے ذریعے قیام پاکستان سے لے کر اب تک آنے والے مختلف سیلابوں کی تباہ کاریوں کو بیان کیا گیا ہے۔

Table: Yearly Details of Flood Damages

Year	Direct Losses ($ Million)	Number of Lost Lives	Number of Affected Villages	Flood Affected Area (Square km)
1950	**488**	**2,190**	**10,000**	**17,920**
1955	378	679	6,945	20,480
1956	**318**	**160**	**11,609**	**74,406**
1957	301	83	4,498	16,003
1959	**234**	**88**	**3,902**	**10,424**

1973	5,134	474	9,719	41,472
1975	**684**	**126**	**8,628**	**34,931**
1976	3,485	425	18,390	81,920
1977	**338**	**848**	**2,185**	**4,657**
1978	2,227	393	9,199	30,597
1981	**299**	**82**	**2071**	**4191**
1983	135	39	643	1,882
1988	**858**	**508**	**100**	**6,144**
1992	3,010	1,008	13,208	38,758
1994	**843**	**431**	**1,622**	**5,568**
1995	376	591	6,852	16,682
2010	**10,000**	**1,985**	**17,553**	**160,000**
2011	3,730	516	38,700	27,581
2012	**2,640**	**571**	**38,700**	**27,581**
2013	2,000	333	8,297	4,483
2014	**188**	**346**	**3,610**	**9,510**
Total	37,741	11,918	192,141	613,452

Source: 11th Five Year Plan. P.225

سیلاب کے موسم

پاکستان میں سیلاب کے دو موسم ہیں: ایک معمولی، جو اپریل اور مئی میں ندیوں کے اوپری حصوں پر برف پگھلنے کے بعد ہوتا ہے ، اور مون سون کی بارشوں کی وجہ سے جولائی سے ستمبر تک ایک بڑا موسم ہوتا ہے۔ دریائے سندھ کے مشرقی مضافاتی علاقے بنیادی طور پر مون سون کے سیلاب سے متاثر ہوتے ہیں، لہذا تاریخی طور پر یہ بات ثابت ہے کہ پنجاب کے تمام دریا پنجند کے مرکزی دھارے کے اندر داخل ہو کر دریائے سندھ کی شدت میں مزید اضافہ کر دیتے ہیں۔ تاہم موسمیاتی تبدیلی مستقبل میں اس صورتحال کو ختم بھی کر سکتی ہے۔ 2010 کا سیلاب کابل اور دریائے سندھ کی وادیوں میں مون سون بارشوں کی غیر معمولی بارش کا نتیجہ تھا۔ اس سے پہلے، دریائے سندھ میں آخری سب سے بڑا سیلاب 1929 میں آیا تھا جس کا سبب برف کا پگھلاؤ تھا۔[31]

فیڈرل فلڈ کمیشن کا قیام

1973ء سے قبل پاکستان میں سیلاب کے خطرے کے بارے میں زیادہ حساس صورت حال نہ تھی۔ اس کے بعد سے، پاکستان کے آبی منتظمین کا سیلاب پر قابو پانے کے لئے ایک زیادہ فعال نقطہ نظر سامنے آیا اور انہیں اس خطرے کی سنگینی کا احساس ہوا چنانچہ 1977ء میں فیڈرل فلڈ کمیشن کا قیام عمل میں آیا۔ جو صوبوں کو سیلاب کنٹرول کرنے کے منصوبوں پر عمل درآمد کے سلسلے میں پیش آنے والی مشکلات کو حل کرنے اور تکنیکی معاونت فراہم کرنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ کمیشن کی ذمہ داریاں بنیادی طور پر ڈیمز کے تعمیری ڈھانچوں میں بہتری لانا، انجینئرنگ کے معاملات میں تعاون فراہم کرنا، سیلاب پر قابو پانا اور پانی و بجلی

کے معاملات کو دیکھنا تھا۔ اس کے بعد پاکستانی مسلح افواج اور صوبائی ریلیف کمشنرز کی امدادی سرگرمیوں اور ذمہ داریوں سے بھی بحث کی گئی ہے۔[32] آبپاشی کے بنیادی ڈھانچے کو برقرار رکھنے اور اس بنیادی ڈھانچے کی حفاظت کے لئے دریاؤں اور ان پر قائم کیے گئے ڈیمز اور بیراجوں کی انجینئرنگ و مرمت اور پانی کو ذخیرہ کرنے کی صلاحیت میں اضافہ کرنا ضروری ہے جو کہ پاکستان میں سیلاب کے انتظام کی اولین ترجیح ہے کیونکہ دریاؤں پر موجود تمام ڈیموں اور بیراجوں میں ایک محفوظ حد تک پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش ہے، اور تعمیر کے بعد سے ان آبی ذخائر کی ضروری مرمت وترمیم نہ ہونے کی وجہ سے اور مٹی جمع ہونے وغیرہ کی وجہ سے ان کی صلاحیت کافی محدود ہو چکی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ ذخائر سیلاب کی صورت حال کا مقابلہ کرنے کی لیاقت واہلیت نہیں رکھتے۔

سیلابوں کے فوائد

ان سیلابوں کے صرف نقصانات ہی نہیں ہوتے بلکہ فوائد بھی ہیں۔ انسانی تاریخ کے بیشتر حصوں میں، معاشروں نے نہ صرف ان سیلابوں سے فائدہ اٹھایا بلکہ حقیقت میں اپنی روزی روٹی کے لئے ان پر انحصار کیا۔ پنجاب اور سندھ کے میدانی علاقوں میں، ان دریاؤں نے اپنے سیلاب کو بڑے علاقوں میں پھیلایا ہے اور لوگ ان سے آب پاشی کا کام لیتے ہیں۔ نیز سیلاب کے دوران آنے والی دریائی مٹی بڑی زرخیز ہوتی ہے جس کی وجہ سے زمین کی پیداواری صلاحیت بھی بڑھ جاتی ہے۔ آج بھی سیلاب کاشت کاری کا ایک اہم ذریعہ ہے اور صرف صوبہ سندھ میں کچے کے علاقے میں تین لاکھ ایکڑ اراضی سیلاب سے کاشت کی جاتی ہے۔[33] تاہم، چونکہ انیسویں صدی میں کینال کالونیوں کا قیام عمل میں آیا تو تب سے سیلاب ایک نعمت سے خطرہ میں تبدیل ہو گیا۔ پھر، چونکہ دریاؤں کو مخصوص طاس کے اندر بہنے کے لیے مخصوص کر دیا گیا اور زمین کے حصول کے لیے ان کی حد بندی کی جانے لگی، دریاؤں نے اپنی تلچھٹ کا بوجھ منتقل کرنے اور وسیع علاقوں میں پھیلانے کی اپنی صلاحیت کھو دی۔ اس کے بجائے، انہوں نے اپنی تہہ میں ہی تلچھٹ کا بوجھ جمع کرنا شروع کیا۔ اس طرح طاس کی گنجائش واضح طور پر کم ہو گئی۔ اس وجہ سے اب زیادہ شدت کے سیلاب آتے ہیں۔

پاکستان میں بندوں کی صورت حال

سیلاب کے آنے کی بڑی وجہ مون سون کے موسم میں ہونے والی بارشیں ہیں یا شدید گرمی، ماحولیاتی آلودگی اور بڑھتے ہوئے درجہ حرارت کی وجہ سے برفانی تودوں کا تیزی سے پگھلنا ہے۔[34] اس وجہ سے بڑی شدت کے سیلاب آتے ہیں۔ سیلاب سے بچاؤ کے لیے زمانہ قدیم سے ہی بند بنانے کا رواج ہے۔ پاکستان میں سیلاب سے بچاؤ کے لیے ملک کے اکثر علاقوں میں مختلف بند بنائے گئے ہیں۔ ذیل میں ایک گوشوارے میں پاکستان میں موجود بندوں کی صورت حال واضح کی گئی ہے۔

Table: Existing Status of Flood Protection Bunds

Name of Province	Length of Embankments in km	Number of Spurs
Punjab	2276	365
Sindh	2106	36
KPK	83	176
Baluchistan	129	NA
Total	4594	577

Source: Illhahi B. Shaikh, Water Resources Management of Pakistan Database Development and analysis for future strategies, p. 59

لیکن یہ تمام اعداد و شمار ملک کی حالیہ آبادی کی نسبت بہت کم ہیں اس لیے اس میں خاطر خواہ اضافہ کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے اور حکومت وقت کو اس طرف توجہ دینی چاہیے تاکہ آبادی کو سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچایا جا سکے بالخصوص جنوبی پنجاب اور سندھ کے علاقوں میں جو علاقے سیلاب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں وہاں کثرت سے ایسے بند اور حفاظتی پشتے قائم کیے جائیں تاکہ ملک کی آبادی اور زرعی رقبہ کو پہنچنے والے نقصانات سے بچایا جا سکے۔ ویسے بھی یہ علاقے ملک پاکستان کی زرعی فصلوں بالخصوص اناج کو پیدا کرتے ہیں اس لیے اگر یہ علاقے سیلاب سے متاثر ہوں گے تو ملک پاکستان میں جہاں برآمدات کم ہوں گی وہاں غذائی قلت کا بھی شدید اندیشہ ہے۔ اس لیے سیلاب سے بچاؤ کے جملہ اقدامات کرنا اور بند بنانا انتہائی ضروری امر ہے تاکہ نہ تو ملک کا زرمبادلہ متاثر ہو اور نہ ہی اناج کے قحط کی صورت حال ہو۔

خلاصہ بحث

سیلابوں کی تباہ کاریاں زمانہ قدیم سے ہی جاری و ساری ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر رسول اللہ ﷺ تک اور خلافت راشدہ سے لیکر خلافت عثمانیہ تک سبھی ادوار اس سے متاثر رہے ہیں۔ ملک پاکستان اس وقت دنیا کے ان ممالک میں شامل ہے جو سیلاب سے شدید متاثر ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں آبی بدعنوانیوں، ناقص حکمت عملی اور مخلص افراد کی کمی ہے۔ سیاسی مداخلت نے صورت حال کو مزید گھمبیر کر دیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ یکساں اور جدید حکمت عملی کو سیاسی مداخلت کے بغیر نافذ کیا جائے۔ جدید آلات و بہترین حکمت عملی کا استعمال کیا جائے۔ اعلی تعلیم یافتہ اور بہترین تربیت یافتہ افراد کی ٹیم کو بلا تفریق رنگ و نسل کے افراد کو بچانے کی تلقین کی جائے۔ ملک میں سیلابی ڈیمز بنائے جائیں جو صرف سیلاب کے پانی کو روکنے کے کام آئیں۔ زوننگ کے طریقہ کار کی مدد لی جائے نیز آبادیوں کو بسانے کے لیے پیشگی منصوبہ بندی کی جائے کہ جو علاقہ سیلاب سے متاثر ہونے کا زیادہ احتمال رکھتا ہو وہاں آبادی کو بسانے سے گریز کیا جائے یا وہاں تمام ضروری حفاظتی اقدامات کیے جائیں تاکہ آبادی کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔

References

[1] Ali b. Ḥasām al Dīn Mutaqī, *Kanz al 'Ummāl,* (Beirut: Mosasa al Risalah, 1401), H. No. 5123.

[2] Muḥammad b. Ismā'īl Bukhārī, *Ṣaḥīḥ Bukhārī,* (Beirūt: Dar Touq-al-Najaat, 1422 A.H.), H. No. 3364.

[3] Abu J'afar Muhammad b. Jarīr, *Tarīkh Al-Tabarī,* (Beirūt: Dar al-turath, 1387 A.H.), 4/615.

[4] Tabarī, *Tarīkh Al-Tabarī*, 4/714.

[5] Ali Mutaqī, *Kanz al 'Ummāl,* H. No. 37229.

[6] Ḥalbī, *Seerat Ḥalbīah,*1/204.

[7] Ali Mutaqī, *Kanz al 'Ummāl,* H. No. 38103.

[8] Abu Bakr Abdullah b. Muhammad Ibn Abi Shaibah, *Al-Muṣanif,* (Jeddah: Dār al-Qiblah, N.D.), H. No. 14303.

[9]. Ibn Abi Shaibah, *Al-Muṣanif,* H.No. 37690.

[10] Abdul M'abūd, *Tarīkh Makkah al-Mukaramah,* (Lahore: Maktabah Raḥmāniah Urdu Bazar, N.D.), 1/355-370.

[11]Ali Mutaqī, *Kanz al ʿUmmāl,* H. No. 39652.
[12] Muhammad b. Yazīd Ibn Mājah, *Sunan Ibn Mājah,* (Beirūt: Dar Ahya-al-Kitab-al-Arbiah, N.D.), H. No. 754.
[13] Aḥmad b. Hanbal. Musnad Aḥmad b. Hanbal, Beirūt: Mosasa al-Risālah, 1421 A.H), H. No. 15998.
[14] Hud, 11:43.
[15] Al-ʿAnkabūt, 29:14.
[16] Al-Raʿad, 13:17.
[17] Al-Ḥāqah, 69:11.
[18]Ali Mutaqī, *Kanz al 'Ummāl,* H. No. 11386.
[19] Ali Mutaqī, *Kanz al 'Ummāl,* H. No. 40611.
[20] Sulaiman b. Ahmad Al-Tabrānī, *Moʿjam Kabīr,* (Beirūt: Dār Aḥyā-al-Turatha, 1983) H. No. 1785.
[21] Ḥalbī, *Seerat Ḥalbīah,*1/74.
[22] Ḥalbī, *Seerat Ḥalbīah,*1/75.
[23] Aḥmad b. Yaḥyā Balādhurī, *Fatūḥ Al-Buldān,* (Beirūt: Dār wa Maktabah al Hilāl, 1988), 1/61.
[24] اس نام سے یہ سیلاب اس لیے مشہور ہوا کہ ام نہشل عبیدہ ابن سعید ابن عاص کی بیٹی تھی یہ اس پانی میں گھر گئی تھی اور سیلاب اس کو مکہ کے نشیبی علاقے میں بہا کر لے گیا تھا جہاں وہ مردہ پائی گئی اسی وجہ سے اس سے سیلاب کو ام نہشل کے نام سے جانا جاتا ہے۔
Ḥalbī, *Seerat Ḥalbīah,*1/93.
[25] Muhammad b. Abdullah Al-Azraqī, *Akhbār Makkah,* (Beirut: Dār-al-Andalus, N.D.), 2/33.
[26] Balādhurī, *Fatūḥ Al-Buldān,* 1/20.
[27] David L. Sills, International Encyclopedia of the Social Sciences, v. 16 p.479
[28] OP Mishra, SAARC Workshop on Flood Risk Management in South Asia (Delhi: SAARC Disaster Management Centre, 2012) p5
[29] Ejaz Ahmad Sayal, Water Management Issues of Pakistan, p. 49
[30] O.P. Mishra, SAARC Workshop on Flood Risk Disaster Management Cell 9-10 October 2012 Islamabad, (Delhi: SAARC Disaster Management Center, 2012) p.5
[31] Daanish Mustafa, Contested Waters: Subnational Scale Water Conflict in Pakistan, 23
[32] http://mowr.gov.pk/index.php/office-of-the-chief-engineering-adviser-cea-chairman-federal-flood-commission-cffc/ (accessed on 30-05-2021)
[33] Muhammad Nawaz Bhatti, Politics of Water Resource Development in Pre-Partition India, P.25
[34] O.P. Mishra, SAARC Workshop on Flood Risk Disaster Management Cell, p.5